



سوال

(14) کیا اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں حلول کئے ہوئے ہے

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں حلول کئے ہوئے ہے

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیح السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

یہ سوال بار بار پوچھا گیا ہے کہ اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو یہ کہتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی مخلوق میں حلول کئے ہوئے ہے، ان کے ساتھ اختلاف کئے ہوئے ہے اور معیت عامہ کے یہی معنی ہیں نیز ان لوگوں نے درج ذیل آیات سے شبہات پیدا کرنے کی بھی کوشش کی ہے:

وَأَنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ ۚ ۴۴ ... سورة القصص

“(اے یوسف!) آپ (طور پہاڑ کی) مغربی جانب نہیں تھے۔”

وَأَنْتَ لَدَيْهِمْ إِذِ اتَّخَذُوا صُلْحًا آلِ عِمْرَانَ ۚ ۴۴ ... سورة آل عمران

“اور نہ اس وقت آپ ان کے پاس تھے جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔”

ان آیات کے ان کے نزدیک معنی یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تو ان موقعوں پر ان کے پاس موجود نہ تھے لیکن اللہ تعالیٰ بذاتہ ان کے پاس موجود تھا کیونکہ وہ ہر جگہ موجود ہے۔

قابل نے چونکہ یہ بات کر کے سوء فہمی کا مظاہرہ کیا اور ایک زبردست غلطی کا ارتکاب کیا ہے جو اس صبح عقیدہ کے خلاف ہے، جسے قرآن و سنت نے پیش کیا اور سلف امت نے جسے بطور عقیدہ اختیار کیا تھا لہذا میں نے مناسب سمجھا کہ حق کو بیان کر دوں اور اس امر عظیم کے بارے میں قابل پر جوابات مخفی رہ گئی ہے اسے واضح کر دوں کہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات سے ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی صفات کے بارے میں صرف وہی کہا جائے گا جو اس نے اپنی صفات کے بارے میں خود فرمایا ہے یا جو اس کی صفات کے بارے میں اس کے رسول مقبول حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے۔ صفات باری تعالیٰ کو تکلیف و تمثیل اور تحریر و تعطیل کے بغیر اس طرح مانا جائے گا جس طرح اللہ جل جلالہ کی ذات گرامی کے شایان شان ہے جیسا کہ اس کا ارشاد گرامی ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۚ ۱۱ ... سورة الشورى



”اس عیسیٰ کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا دیکھتا ہے۔“

یہ بات قرآن و سنت سے ثابت ہے اور اس پر تمام سلف امت کا اجماع ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی مخلوق کے اوپر اور ان سے جدا ہے، وہ اپنے عرش پر مستوی ہے اور استواء اس طرح ہے جس طرح اس کی ذات گرامی کے شایان شان ہے۔ اس کا استواء اپنی مخلوق کے استواء سے مشابہت نہیں رکھتا۔ ہاں البتہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے علم کے اعتبار سے اپنی مخلوق کے ساتھ ہے، اپنی مخلوق کی کوئی بات اس سے مخفی نہیں۔ چنانچہ قرآن حکیم نے نہایت بلیغ اور واضح عبارتوں میں اسے بیان فرمایا اور صبح اور صبح اور صبح احادیث مبارکہ سے بھی یہی بات ثابت ہے۔ قرآن مجید کے وہ دلائل حسب ذیل ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں، اپنی مخلوق سے اوپر اور اپنے عرش پر مستوی ہے:

إِنَّهُ يَصْعَدُ الْعِلْمَ الطَّيِّبَ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ... سورة فاطر

”اس کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور نیک عمل ان کو بلند کرتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کے مزید فرامین:

إِنِّي مُتَوَكِّفٌ وَرَأْفَتِكَ إِلَى ... سورة آل عمران

”(عیسیٰ) میں تمہاری دنیا میں بسنے کی مدت پوری کر کے تمہیں اپنی طرف اٹھا لوں گا۔“

تَعْرِجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ ... سورة المعارج

”فرشتے اور روح اس کی طرف چڑھتے ہیں۔“

ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ الرَّحْمَنُ ... سورة الفرقان

”پھر عرش پر مستوی ہوا (وہ جس کا نام رحمن یعنی بڑا مہربان ہے)۔“

أَمْ أَعْتَمَمْتُمْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخِفَّتِ بِالْأَرْضِ ... سورة الملك

”کیا تم اس سے جو آسمان میں ہے بے خوف ہو کہ تم کو زمین میں دھنسا دے۔ (یعنی ہتھوروں کی بارش کر دے)۔“

أَمْ أَعْتَمَمْتُمْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ... سورة الملك

”کیا تم اس سے جو آسمان میں ہے نڈر ہو کہ تم پر کسکری بھری ہو چھوڑ دے۔“

الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى ... سورة طه

”وہ رحمن جو عرش پر مستوی ہے۔“



وقال فرعون لیئن ابی ابن لی ضرنا لعلی ائیی الأعباب ۲۶۱ أسبب السموت فأطلع ابی ابو موسی وانی لأظنه کوفبا ... سورة العافر ۲۷

”اور فرعون نے کہا) ہامان میرے لئے ایک محل بنا و تاکہ میں (اس پر چڑھ کر) راستوں پر پہنچ جاؤں (یعنی) (آسمانوں کے راستوں پر پھر موسیٰ کے معبود کو دیکھ لوں اور میں تو اسے جھوٹا سمجھتا ہوں۔“

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔ اسی طرح بہت سی صحیح اور حسن احادیث سے بھی یہی بات ثابت ہے مثلاً رسول اللہ ﷺ کے شب معراج اپنے رب کے پاس جانا۔ ابو داؤد اور دیگر کتب حدیث میں دم کے بارے میں ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ ”ہمارا رب وہ اللہ (ہے) جو آسمان میں ہے، اسے اللہ! تیرا نام پاک ہے اور تیرا حکم آسمان وزمین میں جاری و ساری ہے۔“ حدیث اوعال میں ہے کہ ”عرش اس کے اوپر ہے، اللہ اپنے عرش کے اوپر ہے اور وہ تمہارے حالات کو جانتا ہے۔“

صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب ایک باندی سے پوچھا ”اللہ کہاں ہے؟“ تو اس نے جواب دیا ”آسمان میں۔“ تو آپ ﷺ نے فرمایا ”میں کون ہوں؟“ اس نے جواب دیا ”آپ اللہ کے رسول ہیں۔“ تو آپ ﷺ نے فرمایا ”اسے آزاد کر دو، یہ ایک مومن عورت ہے۔“ (صحیح مسلم)

اس طرح کی اور بہت سی احادیث جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں، ہمیں اس بات کے علم یقین کا فائدہ بخشتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پیغام حق کو امت تک پہنچا دیا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے عرش معلیٰ پر، آسمان سے اوپر ہے، عرب و عجم اور جاہلیت و اسلام کی تمام امتوں کو اللہ تعالیٰ نے اسی عقیدہ پر پیدا فرمایا ہے، سوائے ان کے جن کو شیطان نے ان کی فطرت سے دور بنا دیا ہو۔ اس مسئلہ میں ائمہ سلف سے اس قدر اقوال مروی ہیں کہ اگر انہیں بچا کیا جائے تو ان کی تعداد سینکڑوں بلکہ ہزاروں تک پہنچ جائے۔ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، سلف امت، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہتالیعین عظام اور ائمہ کرام سے جنہوں نے نفس پرستی اور اختلاف کے زمانہ کو بھی پایا، اس عقیدہ کے خلاف نصاب اور ظاہر ایک حرف بھی ثابت نہیں۔ ان میں سے کسی نے کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ اللہ آسمان میں نہیں ہے یا یہ کہ وہ عرش پر نہیں ہے اور نہ کسی نے کبھی بھی یہ کہا کہ وہ اپنی ذات کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے اور اس کی نسبت سے تمام جگہیں برابر ہیں اور نہ کسی نے کبھی بھی یہ کہا کہ وہ عالم میں داخل ہے نہ اس سے خارج اور نہ کسی نے کبھی بھی یہ کہا کہ اس کی طرف انگلیوں وغیرہ سے حسی اشارہ کرنا جائز ہے بلکہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے نبی کریم ﷺ نے جب عرفات کے دن اپنی زندگی کے سب سے بڑے مجمع میں

عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا تو اس میں آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ بھی پوچھا ”کیا میں نے تم تک اللہ کا دین پہنچا دیا؟“ ”تو سب نے کہا ”ہاں آپ نے پہنچا دیا۔“ تو آپ نے اپنی انگلی کو کسی بار آسمان کی طرف اٹھا کر صحابہ کرام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ”اے اللہ تو گواہ رہنا۔“ اس طرح کی اور بھی بہت سی احادیث سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور کئی دیگر اہل علم نے بھی اس مسئلہ کی خوب وضاحت فرمائی ہے، چنانچہ ملاحظہ فرمائیے فتاویٰ (ابن تیمیہ)، ج ۵، ص ۱۳۰۔ مقصود یہ ہے کہ ہمیں معطلہ اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے اہل بدعت کا یہ عقیدہ حد درجہ فاسد، بے پناہ خمیٹ اور بہت بڑی مصیبت ہے کہ اس سے خالق کائنات جل و علا کی ذات گرامی نقص لازم آتا ہے، ہم دلوں کی کجی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اس گمراہ مذہب کے باطل ہونے کے بے شمار دلائل ہیں۔ ثابت شدہ شرعی دلائل سے قطع نظر عقل سلیم اور فطرت سلیم بھی اس کی منکر ہے۔ مذکورہ بالا آیات سے بعض لوگوں کا استدلال بالکل باطل ہے کیونکہ ان کا گمان یہ ہے کہ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بذاتہ زمین میں موجود ہے مثلاً طور (پہاڑ) کی طرف، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی اس سے بہت بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس قائل سے یہ بات مخفی رہ گئی ہے کہ معیت کی دو قسمیں ہوتی ہیں (۱) معیت عامہ اور (۲) معیت خاصہ، معیت خاصہ کی مثالیں حسب ذیل ہیں مثلاً ارشاد باری تعالیٰ:

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ يُحْسِنُونَ ۱۲۸ ... سورة النحل

”یقیناً جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکو کار ہیں، اللہ ان کے ساتھ ہے۔“

اور فرمایا:

لَا تَحْزَنُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۚ ... سورة التوبة ۴۰

”غم نہ کرو واللہ ہمارے ساتھ ہے۔“

نیز ارشاد گرامی ہے:

قَالَ لَا تَحْزَنُوا إِنِّي مَعَكُمْ أَسْمَعُ وَأُرَىٰ ۚ ... سورة طه ۴۶

”تحقیق میں تمہارے ساتھ ہوں (اور) سنتا دیکھتا ہوں۔“

اور اس طرح کی دیگر آیات جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے انبیاء، اپنے مومن اور منتہی بندوں کے ساتھ ہے کہ انہیں اس کی نصرت و تائید، اعانت و توفیق، تسدید و کفایت اور نجات و ہدایت حاصل ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل کا یہ فرمان اس کے نبی حضرت محمد ﷺ نے روایت کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”میرا بندہ نوافل کے ساتھ میرا تقرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔“ اس کے یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالیٰ واقعی اپنے بندے کے اعضاء بن جاتا ہے کہ وہ ذات اس سے بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے تمام اعضاء کو ہدایت و توفیق سے نوازتا ہے، جیسا کہ دوسری روایت سے اس کی وضاحت ہوتی ہے جس میں یہ فرمان باری تعالیٰ ہے کہ ”وہ میرے ساتھ سنتا، میرے ساتھ دیکھتا، میرے ساتھ پکڑتا اور میرے ساتھ چلتا ہے“ تو اس سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کہ ”میں اس کا کان بن جاتا ہوں۔۔۔۔۔ الخ“ کے معنی یہ ہیں کہ وہ اسے راہ راست کی توفیق و ہدایت سے نوازتا اور لیے کاموں میں پڑنے سے اسے محفوظ رکھتا ہے جو اس کی ناراضگی کا سبب بنتے ہیں۔

معیت عامہ کے معنی مکمل احاطہ اور علم کے ہیں، چنانچہ اس معیت کا بھی بہت سی آیات میں ذکر ہے مثلاً:

مَا يَكُونُ مِنْ نَجْمٍ إِلَّا هُوَ يُشِيرُ إِلَيْهِمْ وَأَوْسَىٰ هُمُ وَالْأُدْنَىٰ مِنْ ذَلِكَ وَالْأَكْثَرُ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ... سورة المجادلة ۷

”کسی جگہ (تین آدمیوں) کا کانوں میں صلح و مشورہ نہیں ہوتا مگر وہ ان میں چوتھا ہوتا ہے اور نہ کہیں پانچ کا مگر وہ ان میں چھٹا ہوتا ہے اور نہ اس سے کم یا زیادہ مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔“

اور فرمایا:

وَبُؤْمُرِكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ ... سورة الحديد ۴

”اور تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔“

فَلْيَقْضُوا الْفِتْنَةَ عَلَيْهِمْ بِالْحِلْمِ وَإِنَّا لَنَافِعِينَ ... سورة الاعراف ۷

”پھر اپنے علم سے ان کے حالات بیان کریں گے اور ہم کہیں غائب تو نہیں تھے۔“



حال ہوگا ابو عمر سلمیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام اہل سنت مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ **وَهُوَ مَعَكُمْ أَمَّنٌ مَّا لَنْتُمْ** (الحید ۴/۵۷)

اس جیسی دیگر آیات کے معنی یہ ہیں کہ وہ اسے جانتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اقدس کے اعتبار سے آسمانوں سے اوپر اپنے عرش معلیٰ پر مستوی ہے جیسا کہ اس کی کتاب اور طیل القدر علماء امت وائمہ سلف کے ارشادات سے ثابت ہے اور اس کے آسمانوں سے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہونے کے بارے میں ان میں سے کسی کا بھی اختلاف نہیں، چنانچہ ابو نصر سجدی فرماتے ہیں:

”ہمارے ائمہ سفیان ثوری، مالک، حماد بن سلمہ، حماد بن زید، سفیان بن عیینہ، فضیل، ابن مبارک، احمد اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہم سب اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات گرامی کے اعتبار سے عرش پر اور اپنے علم کے اعتبار سے ہر جگہ ہے۔“

ابو عمر بن عبد البر فرماتے ہیں:

”وہ علماء صحابہ و تابعین جن سے علم تفسیر مستقول ہے، وہ ارشاد باری تعالیٰ

مَّا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ الرَّابِعُ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ وہ عرش پر مستوی ہے لیکن علم کے اعتبار سے ہر جگہ ہے۔ اس مسئلہ میں حضرات صحابہ کرام و تابعین میں سے کسی بھی ایسے شخص نے مخالفت نہیں کی جس کا قول قابل حجت ہو۔“

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ارشاد باری تعالیٰ:

وَهُوَ مَعَكُمْ أَمَّنٌ مَّا لَنْتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۚ ... سورۃ الحید

”اور تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔“

کے بارے میں فرماتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کا نگہبان و گواہ ہے خواہ تم جہاں کہیں اور جس جگہ بھی ہو، بروح میں ہو یا دن رات کی کسی گھڑی میں ملنے گھروں میں رہے ہو یا جنگوں میں، تمہاری یہ تمام حالتیں اس کے علم میں یکساں طور پر ہیں، تمہاری تمام کیفیتیں اس کی سماعت و بصارت کے تحت ہیں، وہ تمہارے کلام کو سنتا، تمہاری جگہ کو دیکھتا اور تمہاری مخفی باتوں اور سرگوشیوں کو جانتا ہے، جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا:

أَلَا أُنَمُّ يَتَّبِعُونَ صُدُورَهُمْ لِيَتَكَلَّمُوا مِنْهُمْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ لَعَلٌّ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ آتِنٌ عَلِيمٌ ۚ ... سورۃ ہود

”دیکھو یہ اپنے سینوں کو دوہرا کرتے ہیں تاکہ اللہ سے پردہ کریں، سن رکھو جس وقت یہ کہڑوں میں لپٹ کر پڑتے ہیں (تب بھی) وہ ان کی چھپی اور کھلی باتوں کو جانتا ہے، وہ تو دلوں کی باتوں سے آگاہ ہے۔“

اور فرمایا:

سَوَاءٌ مَعَكُمْ مِنْ أَمْرِ الْقَوْلِ وَ مَنْ يَجْرِهِ وَ مَنْ يُوَسِّعُ بِاللَّيْلِ وَ سَارِبٌ بِالنَّارِ ۚ ... سورۃ الرعد

”کوئی تم میں سے چپکے سے بات کہے یا پکار کر یا رات کو کہیں بھپ جائے یا دن (کی روشنی) میں کلمہ کھلا پلے پھرے (اس کے نزدیک) برابر ہے۔“

اس کے سوانہ کوئی معبود ہے نہ پروردگار، اسی طرح حافظ ابن کثیر نے سورہ مجادلہ کی آیت **مَّا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ الرَّابِعُ**۔۔۔۔۔ آیت کا نوکی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ ان پر مطلع ہے، ان کے

